١١٠٢ ١١٠٣

~~١٣٨٥~~ و ~~١٢٨٦~~

سناتن دهرم و چشمهٔ مسیحی

[illegible] جلد ۵

[illegible] ۳۲ ۹ [illegible]

[illegible] محمد حسن [illegible]

۵ [illegible]

محمد حسن [illegible]

چونکہ اس رسالہ میں انصاف کی رو سے کسی قدر

سناتن دھرم کی مدح ہے اس لئے

اس کا نام

سناتن دھرم

رکھا گیا

تصنیف لطیف حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود امام الوقت

علیہ السلام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلمہ اللہ الرحمان

۸ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دار الامان میں باہتمام حافظ

حکیم فضل الدین صاحب کے چھپکر شائع ہوا

تعداد اشاعت ۲۰۰۰ بار اول

کتبخانہ وقف منصبیہ مہربہ
۶۳۶
نالی

غزل از مولف

اے آریہ سماج پھنسو مت عذاب میں
کیوں مبتلا ہو یارو خیالِ خراب میں

اے قوم آریہ تیرے دل کو یہ کیا ہوا
تو جاگتی ہے یا تیری باتیں ہیں خواب میں

کیا وہ خدا جو ہے۔ تیری جان کا خدا نہیں
ایماں کی بُو نہیں ترے ایسے جواب میں

گر عاشقوں کی روح نہیں اُسکی ہاتھ سے
پھر غیب کے دیئے ہیں وہ کیوں اضطراب میں

گر وہ الگ ہے ایسا کہ چھو بھی نہیں گیا
پھر کسنے لکھدیا ہے وہ دل کی کتاب میں

جس سوز میں ہیں اُسکے لئے عاشقوں کے دل
اتنا تو ہمنے سوز نہ دیکھا کباب میں

جامِ وصال دیتا ہے اُس کو جو مر چکا
کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ و شاب میں

ملتا ہے وہ اُسیکو جو وہ خاک میں ملا
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں

ہوتا ہے وہ اُسی کا جو اُس کا ہی ہو گیا
ہے اُسکی گود میں جو گِرا اُس جناب میں

بیدلوں کو جا کے دیکھو اُسی سے وہ آب ہے
چمکے اُسی کا نور ہے وہ آفتاب میں ۱

خوبوں کے حُسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے
کیا چیز حُسن ہے وہی چہرہ کا حجاب میں

اسکی طرف ہی ہاتھ ہر اک تارِ زلف کا
ہجراں سے اسکے رہتی ہے وہ پیچ و تاب میں

ہر چشمِ مست دیکھو اسی کو دکھاتی ہے
ہر دل اُسی کے عشق سے ہے التہاب میں

جن مورکھوں کو کاموں پہ اُسکے یقیں نہیں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں

قدرت سے اُس قدیر کے انکار کرتے ہیں
بکتے ہیں جیسے غرق کوئی ہو شراب میں

دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اُس پاک ذات کو
ڈرتے ہیں قوم سے کہ نہ پکڑیں عتاب میں

ہمکو تو اے عزیز دکھا اپنا وہ جمال تو
کب تک وہ موہنہ رہیگا حجاب و نقاب میں

---

۱ اللہ نور السمٰوات والارض۔ خدا ہے نور زمین اور آسمان کا (آیت قرآن شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نیوگ

اگرچہ مینے کتاب نسیم دعوت میں نیوگ کے بارے میں جہانتک مناسب تہا کچہہ ذکر کیاہے۔ اور میں جانتاہوں کہ وہ ایک طالب حق کے لئے بہت مفید اور کافی ہے۔ لیکن مینے بعض لوگوں کی زبانی سناہے کہ پنڈت رام بہجدت صاحب پریزیڈنٹ آریہ مذہبی سبہا پنجاب آریہ سماج کے جلسۂ قادیان میں میری کتاب نسیم دعوت پہونچنے کے بعد اپنی آخری تقریر میں میرا ذکر کرکے فرماتے تھے کہ اگر وہ مجہہ سے اس بارے میں گفتگو کرتے تو جو کچہہ نیوگ کرانے کے فائدے ہیں سب اُنکے پاس بیان کرتا۔

لہذا بادب گذارش ہے کہ مینے جسقدر انسانی غیرت اور انسانی پاک کانشنس کا تقاضا ہے وہ نیک نیتی سے اپنی کتاب نسیم دعوت میں بیان کیاہے۔ میری غرض اس سے کوئی بحث مباحثہ نہیں تہا صرف ہمدردی کی رہ سے ایک نصیحت تہی۔ اور میں اس بات میں اکیلا نہیں ہزارہا شریف ہندو اور شریف خالصہ مذہب کے پابند سکہہ اس بات کو ہرگز جائز نہیں سمجہتے کہ ایک خاوندوالی اور خاندان والی عورت محض اولاد کے لالچ سے دوسرے سے مونہہ کالا کراوے اور خاوند زندہ موجود ہو۔

رہے نیوگ کے فائدے اور غالباً پنڈت صاحب کا فوائد سے مطلب نیوگ کی اولاد ہوگی کہ مفت میں گیارہ لڑکے پیدا ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر اولاد بڑہتی ہے لیکن پنڈت صاحب ناراض نہ ہوں ایسی اولاد تو شریف آدمی کے لئے ایک داغ ہے نہ جائے فخر۔ میرے نزدیک ایک پاکدامن عورت اگر تمام عمر بے اولاد رہے تو بے اولاد مرنا اس سے بہتر ہے کہ غیر سے ہمبستر ہو کر ایسی اولاد حاصل کرے کہ عند العقل ناجائز اولاد کہلاوے۔ اور اگر سچ ہی کچہہ چیز ہے تو پہر کیا وجہ کہ بچوں کو اُس بدقسمت دیوث کی اولاد سمجہی جائے جسکے نطفہ سے وہ بچے نہیں ہیں بلکہ وہ تو اُن لوگوں کی اولاد ہیں جسکا وہ نطفہ ہیں۔ کاش اگر ایسی عورت ایسی اولاد

حاصل کرنیسے پہلے ہی مرجائے۔ تو بہتر ہے پنڈت رام بھجدت صاحب کو اس قابل شرم نیوگ کے مسئلہ میں بہت ضد نہیں کرنی چاہئے بلکہ چونکہ یہ مسئلہ انسانی حیا کے مخالف ہے اس لئے مناسب ہے کہ اس مسئلہ کو آریہ سماج کے مسائل میں سے کاٹ دیا جائے۔ اور عام اشتہار دیا جائے کہ دیانند نے بوجہ مجردانہ زندگی اور نہ محسوس کرنے اُس غیرت کے کہ جو خانہ داری کی حالت میں ہر ایک شریف مرد کو اپنی بیوی کی نسبت ہوتی ہے سخت غلطی کھائی۔ اسلئے آریہ سماج اپنے اصولوں سے اسکو خارج کرتا ہے اور اسپر بہت سے دستخط ہو جانے چاہیئے تا پھر کسی معترض کو دم مارنیکی جگہ نہ رہے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ نیوگ کا اصول انکے مذہب کیلئے ایک روگ ہے۔ اور میں نہیں قبول کر سکتا کہ پاکدامن عورتیں نیوگ کے لئے طیار ہو جائینگی بلکہ مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ اسپر زور دینے سے کوئی عورت زہر کھاکر نہ مرجائے۔* اے صاحبان اور تو ہوا جو ہوا اس بلا کو تو اپنی قوم میں سے جلد دفع کرو اور خواہ نخواہ اُس کو وید کے ذمہ مت لگاؤ۔ یہ امید مت رکھو کہ آریہ ورت کے شریف مرد اور شریف عورتیں اسکو قبول کرلیں گے بلکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مذہب میں متبنّٰی کی رسم نیوگ کیوجہ سے ہی پیدا ہوئی ہے یعنی جب شریف مردوں اور شریف عورتوں نے دیکھا کہ یہ ناپاک رسم ہے تو اسکی جگہ متبنّٰی پکڑنے کی رسم جاری کردی۔ اور مردوں کی شرافت نے نہ چاہا کہ اس قابل شرم طریق یعنی نیوگ پر اپنی عورتوں کا عملدرآمد کرادیں۔ اس لئے انہوں نے اس بات کو پسند کرلیا کہ متبنّٰی کرلیں۔ اور اگرچہ متبنّٰی کرنا بھی ایک بناوٹ ہے۔ مگر تاہم اس بیحیائی اور ناپاک رسم سے تو ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔ یہ تو ایسا ناپاک طریق ہے کہ اگر کسی چوہڑے یا چمار کو بھی کہا جائیگا کہ اپنی عورتوں سے ایسا کراوے تو وہ بھی مرنے مارنیکو طیار ہو جائیگا۔ پس ہمیں آریہ صاحبان پر کیوں افسوس نہ ہو کہ انہوں نے آنکھ بند کرکے دیانند کی باتیں قبول کرلیں۔ آخر سناتن دھرم والے بھی قوم کی رو سے اُنکے بھائی تھے کیا قدیم سے وہ وید نہیں پڑھتے تھے پھر کیوں وہ اس بیحیائی کے طریق کو پسند نہیں کرتے۔ افسوس تو یہ ہے کہ جب خیر خواہی کی رو سے آریہ صاحبوں کو کہا جائے کہ آپ لوگ اس طریق کو چھوڑ دیں اور ایسے کام اپنی عورتوں سے مت کرادیں تو وہ اُلٹے غصہ کرنے لگتے ہیں۔ عجیب حالت آریہ سماج والوں کی ہے کہ انکو اس کام میں کچھ بھی شرم نہیں آتی۔ گذشتہ دنوں میں مینے چند آریوں کو اپنے مکان پر بلایا تھا انمیں سے ایک آریہ

* آریہ ورت کی عورتوں کو ابتک اپنے خاوندوں سے ایسا سچا تعلق رہا ہے کہ وہ انکے لئے ستی ہوتی رہی ہیں لیکن ایسی عورت کہ خاوند سر پر موجود ہے اور وہ دوسرے مردوں سے ہمبستر ہوتی پھرتی ہے کیونکر ایسی محبت خاوند سے رکھ سکتی ہے۔ منہ

کشن سنگھہ نام تھا جو باوا نانک صاحب کی پیروی سے ناراض ہوکر اب آریہ بنا ہوا ہے اور ایسے شخص کو چھوڑ کر جو روحانیت اور پاکیزگی اپنے اندر رکھتا تہا اور اپنے کرتار کی محبت سے اسکا دل بہرا ہوا تہا پنڈت دیانند کا ہر وقت جپ کرنا شروع کردیا ہے اسکے ساتہہ لالہ شرم پت اور لالہ ملاوامل قادیان بھی تھے اور پنڈت سوم راج سکرٹری آریہ سماج قادیان بہی ہمراہ تھے۔ اور چند سناتن دہرم کے ہندو تھے۔ تب ہمنے ان لوگوں کو بہت سمجہایا کہ ایسے کام اپنی عورتوں سے کرانے مناسب نہیں۔ خاصکر اس گاؤں میں تب اسوقت سب چُپ ہیں اور سب کو شرم دامن گیر ہوئی مگر پنڈت سوم راج بول اُٹھے کہ اس کام میں کچھہ مضائقہ نہیں۔ تب سناتن دہرم والے جو موجود تھے اس بات کو سنکر کہ اس شخص نے ایک بہری مجلس میں اپنی عورت کی نسبت ایسا ناپاک کام روا رکھا اور حیلے سے کچھہ کام نہ لیا سبنے بے اختیار رام رام کہنا شروع کردیا اور باقی آریہ صاحبان اپنی چادروں میں اپنا موںہہ چھپاکر ہنسنے لگے اور غالباً اُسوقت تیس ۳۰ آدمی کے قریب گواہ ہوں گے جبکہ اس پنڈت نے یہ قابل شرم کلمہ اپنے موںہہ سے نکالا۔

سخت افسوس ہے کہ آریہ صاحبان یہہ تو نہیں کرتے کہ اس رسم کو دور کردیں بلکہ اُلٹے جوش میں آکر کہتے ہیں کہ کیا مسلمان متعہ نہیں کرتے یعنی منکوحہ عورتوں کو طلاق نہیں دیتے بہتیرا سمجہایا گیا کہ اے حضرات کجا طلاق دینا جو ضرورتوں کے وقت تمام دنیا میں جاری ہے اور کجا یہہ کام کہ ایک مرد زندہ موجود اپنی عورت سے ایسا کام کراوے مگر یہ لوگ نہیں سمجہتے۔ سناتن دہرم کے لوگ جو باحیا اور باغیرت لوگ ہیں وہ ندامت سے مرے جاتے ہیں گناہ انکا اور ندامت اُنکو۔ بارہا کہا گیا اگر ایک انسان جو نکاح کرکے کسی وقت عورت کو طلاق دیدیتا ہے اور یا طلاق کا وقت مقرر کردیتا ہے کہ اتنی مدت کے بعد میں طلاق دیدونگا جسکا نام بعض شیعہ کے نزدیک متعہ ہے اس نکاح کو آپ لوگوں کے طریق سے کچھہ مناسبت نہیں اور ایسا نکاح بہی جسکا وقت طلاق ٹھہرایا جائے ہمارے مذہب میں منع ہے قرآن شریف صاف اسکے ممانعت فرماتا ہے عرب کے لوگوں میں اسلام سے پہلے ایک وقت تک ایسے نکاح ہوتے تھے قرآن شریف نے منع کردیا اور قرآن شریف کے اُترنے سے وہ حرام ہوگئے صرف بعض شیعوں کے فرقے اسکے پابند ہیں مگر وہ جاہلیت کی

رسم میں گرفتار ہیں کسی دانشمند کے لئے جائز نہیں کہ اپنی غلطی کی پردہ پوشی کے لئے کسی دوسرے کی غلطی کا حوالہ دیں کیا ایک مجرم کسی دوسرے مجرم کے حوالے سے رہائی پا سکتا ہے۔ خدا کے کلام میں نکاح کرنیکے بارے میں تصریح کے ساتھ ہدایت موجود ہے اس میں ایسے نکاح کا ذکر نہیں جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ اتنی مُدت کے بعد میں طلاق دے دونگا۔ ماسوا اس کے اس صورت میں اصل اعتراض تو طلاق پر ہوا اور دنیا میں کوئی فرقہ نہیں جو طلاق کا مخالف ہو کسی نہ کسی ضرورت سے بعض وقت طلاق دینی پڑتی ہے۔ غرض جب آریہ صاحبوں کو ایسے قابل شرم کام سے منع کیا جاتا ہے تو کھسیانے بنکر یہی جواب دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں بھی تو طلاق کی رسم ہے۔ اے حضرات یہ رسم کس مذہب میں نہیں جب مرد و عورت میں سخت مخالفت ہوگی تو بجز طلاق اور کیا چارہ ہوگا۔ مناسب ہو کہ آپ صاحبان ایسی باتیں نہ کریں اور نیوگ کو چھوڑ دیں۔ اِن باتوں سے ہی کیا فائدہ کہ نیوگ میں بڑے فائدے اور بڑے بھید ہیں۔ اے حضرات اگر زیادہ نہیں تو طاعون کے دنوں تک ہی ایسی رسم سے دست بردار رہو ایسا نہ ہو کہ ایسے کاموں سے اور بھی یہ بلا پھیلے۔ افسوس کہ باوجود اس رسم نیوگ کے جس سے شرمندہ ہونا چاہئے تھا آریہ صاحبوں میں بدزبانی بہت بڑھ گئی ہے بعض شریف آریہ صاحبان اس جلسہ قادیان کی تقریب پر خود آ کر مجھے ملے ہیں اور خود انہوں نے اقرار کیا ہے کہ اس جلسہ میں بہت سی گندہ زبانی سے کام لیا گیا ہے خاصکر ایک شخص کا اکثر آریہ صاحبوں نے ذکر کیا کہ وہ تیز اور گندہ زبان تھا۔

پس واضح ہو کہ مذہب اس بات کا نام نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دینا اور ٹھٹھے سے جلسہ کو رونق دینا اور بہروپیوں کی طرح ہنسی کرنا اس طرح پر کوئی مذہب قائم نہیں ہو سکتا نیک انسانوں کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ کسی فرقہ کے شائع کردہ اصولوں پر اعتراض کریں مگر کسی قوم کی آسمانی کتاب پر اُسوقت تک اعتراض نہ کریں جبتک کہ اُنکو پوری واقفیت اور پورے دلائل سے علم نہ ہو۔ مثلاً نیوگ کا مسئلہ ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ باوجود خاوند کے زندہ ہونے کے اسکی عورت کا دوسرے سے ہمبستر ہونا نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ بارہ تیرہ برس تک جب تک گیارہ [11] بچے پیدا

ہوجائیں انسانی کانشنس اس بے حیائی کو قبول نہیں کرتا اور ہر ایک نیک فطرت اس طریق سے دور بھاگتی ہے۔ اور درحقیقت اس سے زیادہ کوئی بے حیائی نہیں اور کوئی حیاوالا آدمی اسکو پسند نہیں کرے گا کہ اپنے جیتے جی اپنی عورت کی یہ حالتیں دیکھے مگر ہماری جماعت کو جو تقویٰ کیلئے قائم کیگئی ہے۔ خوب یاد رہے کہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ ویدکی تعلیم ہے میری رائے یہی ہے کہ یہ وید کی ہرگز تعلیم نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ کبھی ایک شرتی یا ایک آیت کے بیس۲۰ معنے ہو سکتے ہیں۔ پس ایسے موقعہ پر ایک گندہ آدمی گندے معنے کر لیتا ہے اور ایک پاک طبع آدمی پاک معنے کرتا ہے بعض آدمی اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے بعض نفسانی اغراض کے لئے قوم میں بدچلنی پھیلانی چاہتے ہیں پس وہ بہانہ ڈھونڈنے کے لئے کسی ایسی کتاب میں سے جو قوم اسکو آسمانی سمجھتی ہے کوئی شرتی یا آیت پیش کر دیتے ہیں اور اس طرح پر نادانوں کو ہلاک کر دیتے ہیں پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اس قسم کے طریقوں سے دست کش رہیں کہ یہ طریق احتیاط اور پرہیزگاری کے برخلاف ہیں ایسی مشترک باتیں جو کم و بیش تمام قوموں میں پائی جاتی ہیں اُنکو اعتراض کے طور پر پیش کرنا سراسر جہالت یا تعصب ہے جسکو آریہ صاحبان دکھلا رہے ہیں مثلاً بیویاں کرنا یا ضرورت کے وقت طلاق دینا یا اور ایسے امور جنکا اشتراک سب قوموں میں پایا جاتا ہے انکو بطور اعتراض پیش کرنا کسی شریف آدمی کا کام نہیں کہ یہ باتیں ہر ایک قوم میں پائی جاتی ہیں درحقیقت اعتراض کے لایق دو باتیں ہیں اول یہ کہ ارواح اور اجسام یعنی جیو اور پرمانو خدا سے نکلے ہوئے نہیں یعنی خدا کی مخلوق نہیں بلکہ خدا کی طرح اپنے وجود کے آپ خدا ہیں اور انادی ہیں دوسری یہ قابل شرم طریق جسکا نام نیوگ ہے سو یہ اعتراض وید پر نہیں بلکہ پنڈت دیانند پر ہے جس نے ایسا مذہب شائع کیا۔ ہماری جماعت خبردار رہے کہ خواہ نخواہ احتیاط سے بڑھکر کوئی بات مونہہ سے نہ نکالے یہ درست ہے کہ آریہ سماجیوں میں تیز زبان بہت لوگ ہیں جو اعتراض کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ کہاں تک ہمیں اس اعتراض کے بارے تحقیق ہے بلکہ جو کچھ مونہہ میں آیا کہدیتے ہیں غرض تو ہنسی ٹھٹھا ہے نہ تحقیق۔ بعض سرسری نظر سے خدا کی کتاب کو دیکھ کر

بغیر اسکے جو پوری سمجھ سے کام لیں فی الفور اعتراض کر دیتے ہیں۔ خدا کی کلام میں کہی جگہ
استعارہ ہوتا ہے کہی جگہ مجاز ہوتا ہے اور کہی جگہ حقیقت کا دکھلانا مقصود ہوتا ہے
پس جب پورا علم نہ ہو اور اسکے ساتھ اپنا دل صاف نہو تو اعتراض کرنا جہالت ہے
خدا کے کلام کے صحیح معنے سمجھنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا سے ملتے ہیں ایک
شخص سراپا دنیا کی پلیدی میں غرق آنکھیں اندھی اور دل ناپاک ہے وہ اس
حالت میں خدا کے کلام پر کیا اعتراض کرے گا اول چاہیئے کہ اپنے دل کو پاک
بناوے نفسانی جذبات سے اپنے تئیں الگ کرے پہر اعتراض کرے مثلاً
قرآن شریف میں لکھا ہے من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ
یعنی جو اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بہی اندھا ہی ہوگا۔ اب ایک
ایسا معترض جسکو خدا کے کلام کا منشا معلوم نہیں یہ اعتراض کرے گا کہ دیکھو مسلمانوں
کے مذہب میں لکھا ہے کہ اندھوں کو نجات نہیں۔ غریب اندھے کا کیا قصور ہے
مگر جو تعصب دور کر کے غور سے قرآن شریف کو پڑھے گا وہ سمجھ لے گا کہ اس جگہ پر
آنکھوں سے اندھے مراد نہیں ہیں بلکہ دل کے اندھے مراد ہیں۔ غرض یہ ہے کہ جنکو اسی دنیا میں خدا کا درشن
نہیں ہوتا انہیں دوسرے جہان میں بہی درشن نہیں ہوگا اسی طرح صدہا خدا کے کلام میں
مجاز اور استعارے ہوتے ہیں۔ ایک نفسانی جوش والا آدمی جلدی سے
سب کو جائے اعتراض بنا دے گا۔ میں خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ یہی سچ بات
ہے کہ خدا کا کلام سمجھنے کے لئے اول دل کو ایک نفسانی جوش سے پاک بنانا چاہئے
تب خدا کی طرف سے دلپر روشنی اُترے گی بغیر اندرونی روشنی کے
اصل حقیقت نظر نہیں آتی جیسا کہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ لا
یمسہ الا المطہرون۔ یعنی یہ پاک کا کلام ہے جب تک کوئی پاک نہ ہو جائے
وہ اس کے بھیدوں تک نہیں پہونچے گا۔ میں جوان تہا اور اب بوڑہا ہو گیا
اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ میں دنیا داری کے کاموں میں نہیں
پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی ہے میں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے
نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بہرا ہوا پایا نہ وہ کسی انسان کو

خدا بناتا اور نہ روحوں اور جسموں کو اس کی پیدائش سے باہر رکھکر اس کی مذمّت اور نندیا کرتا ہے اور وہ برکت جس کے لئے مذہب قبول کیا جاتا ہے اُسکو یہ کلام آخر انسان کے دل پر وارد کر دیتا ہے اور خدا کے فضل کا اس کو مالک بنا دیتا ہے پس کیونکر ہم روشنی پاکر پھر تاریکی میں آویں اور آنکھیں پاکر پھر اندھے بن جاویں۔

اور اس جگہ مجھے محض سچائی کی حمایت سے جو میرا فرض ہے اسقدر اور کہنا پڑا ہے کہ سناتن دھرم والے انکی چند باتوں کو الگ کرکے آریہ سماجیوں سے ہزارہا درجہ بہتر ہیں وہ اپنے پرمیشر کی اس طرح بے حرمتی نہیں کرتے کہ ہم انادی اور غیر مخلوق ہونیکی وجہ سے اس کے برابر ہیں وہ نیوگ کے قابل شرم مسئلہ کو نہیں مانتے وہ اسلام پر بیہودہ اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی باتیں سب قوموں میں مشترک ہیں وہ اکثر ملنسار ہیں ان میں خطرناک شوخی اور تیزی نہیں ہے اور انکے مقابل پر آریہ صاحبوں کو اس خیال ہی ہی خود ستائی نہیں کرنی چاہیئے کہ ہم مورتی پوجا نہیں کرتے اوتاروں کو نہیں مانتے کیونکہ سناتن دھرم کے جوگی جو مذہب کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں وہ بھی مورتی پوجا سے دستکش ہوتے ہیں۔ رہے اوتار سو اصل میں سنسکرت کی زبان میں نبیوں اور رسولوں کو اوتار کہتے ہیں جن میں پرمیشر کا نور اُترتا ہے سو اصل مذہب سناتن دھرم کا یہ نہیں ہے کہ اوتار کی پوجا کرنی چاہیئے۔ ہاں انکو وہ بہت مقدس جانتے ہیں اور اُنکی تعظیم کرتے ہیں اور اُن سے محبت رکھتے ہیں*۔ مگر مینے آریہ سماج کے بعض رسالوں اور اخباروں میں دیکھا ہے کہ انکے بعض شوخ دیدہ لوگوں نے اوتاروں سے ٹھٹھا کیا اور سوء ادب کے لفظ کہے ہیں یہ اچھے آدمیوں کا کام نہیں۔ سچ یہی ہے کہ بعض آریہ صاحبوں کی شوخی حد سے بڑھ گئی ہے یہی شوخی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وہ بوٹی ہے جس کی جڑھ نہیں روحانیّت کی طرف یہ قوم متوجہ نہیں۔ دین صرف شوخیوں اور زبان کی چالاکیوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ دین تو ایک موت چاہتا ہے جس کے بعد زندہ روح دیجاتی ہے۔ افسوس کہ آریہ صاحبوں کے بعض بارد و طبع ممبروں نے جلسہ قادیاں میں

* نیک انسانوں سے محبت کرنا ایماندار کا فرض ہے اور سادہ سنگ کی ضروری شرط اِس سے ادا ہوتی ہے اور سناتن دھرم والے صرف گذشتہ اوتاروں سے محبت نہیں رکھتے بلکہ اس کلجگ کے زمانہ میں وہ ایک آخری اوتار کے ہی منتظر ہیں جو زمین کو گناہ سے پاک کردیگا پس کیا تعجب ہے کہ کسی وقت خدا کے نشانوں کو دیکھکر سعادتمند انکے خدا کے اِس آسمانی سلسلہ کو قبول کرلیں کیونکہ انمیں ضد اور ہٹ دہرمی بہت ہی کم ہے منہ

بغیر اس کے کہ دین کے کوچہ میں کچھہ بھی دخل ہو نقالوں کی طرح اسلام کو گالیاں
دیں*۔ اگر اسمیں انکی نیت نیک ہوتی تو میری طرف لکھتے کہ اسلام پر ہمارا فلاں
اعتراض ہے سو اگرچہ میں ایسی مجلسوں میں حاضر نہیں ہو سکتا تھا تاہم میں اُنکی
شبہات کا نرمی اور روشن تقریر سے جواب دیکر انکی تسلّی کر دیتا مگر اب وہ جیسے
قادیاں میں آئے تھے ویسے ہی واپس گئے اور شوخیوں اور بدزبانیوں کا انبار سر پر
لے گئے مگر پھر بھی مینے کتاب نسیم دعوت چند روز میں تالیف کر کے اُنکی دعوت
کر دی اگر ان میں سے ایک بھی سمجھہ جائے تو مجھے اجر ملے گا۔

خاتمہ

میں رسالہ نسیم دعوت میں بیان کر چکا ہوں کہ ہر ایک مذہب تین طور سے پرکھا جاتا ہے۔ اوّل یہ
کہ اُسنے خدا کے بارہ میں کیا لکھا ہے۔ سو افسوس ہے کہ آریہ سماج کے اصول پر پرمیشر کو تمام موجود
چیزوں کا سرچشمہ نہیں ٹھہراتے بلکہ ہر ایک چیز کو پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی اور خود بخود مانتے
ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ نہ تو ان چیزوں کو پرمیشر نے پیدا کیا اور نہ انکی قوتوں کو۔ پس ظاہر ہے
کہ آریہ سماج کا پرمیشر درحقیقت پرمیشر نہیں ورنہ چاہیئے تھا کہ سب چیزوں کا ابتدا اُسی سے ہوتا
یہ کیا ہوا کہ وہ پرمیشر تو کہلا دے اور دوسری چیزیں خود بخود ہوں جو چیز اسکی پیدائش نہیں وہ
کیسے اُسکی ہو گئی اس ناجائز قبضہ کی کوئی آریہ صاحب وجہ تو بتلا دے؟ جن چیزوں کو پرمیشر نے
پیدا ہی نہیں کیا اُنپر حکومت کرنا محض ظلم ہے پس اگر آریہ سماج والے ساتن دہرم والوں کو
مورتی پوجا کا الزام دیتے ہیں تو انکے اس اعتقاد کی رو سے اُنپر الزام زیادہ ہے کیونکہ بُت پرست
اپنے بتوں اور دیوتاؤں کو پرمیشر اور خود بخود نہیں سمجھتے صرف یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اُنکے
دیوتاؤں اور اوتاروں کو پرمیشر نے بڑی بڑی طاقتیں دے رکھی ہیں جنکی وجہ سے وہ لوگوں
کی مراد پوری کرتے ہیں سو اگرچہ یہ بات غلط ہے بلکہ مرادیں دینیوالا صرف ایک ہی یعنی خدا جسکو
پرمیشر کہتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں وہی شخص عزّت پاتا ہے اور اُسی کو برکت دیجاتی ہے
جو سب کو چھوڑ کر سچے دل سے اپنے خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے ہر ایک وقت اُس پاک پرمیشر سے
یہ آواز آتی ہے۔ کہ جے تو میرا ہو رہے سب جگ تیرا ہو۔ اور یہی ہم نے آزمایا اور ہم اسکے گواہ ہیں

* ان لوگوں نے نہ صرف اسلام کی نسبت بدزبانی کی بلکہ ساتن دہرم کے مقدس اصولوں کی بھی بہت سی نندیا کی اور ساتن دہرم کے غریب ہندو کا دل دُکھایا۔ عیسائی مذہب پر بھی اپنی عادت کے موافق ناجائز طور پر حملہ کیا حملہ کرنیکے وقت حد سے گذر جانا ہی شیطانی عادت ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا نہیں ہے مگر وہ خدا کا ایک پیارا نبی اور رسول تو تھا اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رام چندر اور راجہ کرشن درحقیقت پرمیشر نہیں ہے مگر اسمیں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے خدا کی نورانی تجلّی اُنپر اُتری تھی اسی لئے وہ اوتار کہلائے۔ منہ

جو شخص اسکی محبت میں محو ہو جاتا ہے اور اسکی آتش محبت سے جلکر ایک نیا وجود لیتا ہے پس جب وہ اس آگ میں داخل ہو جاتا ہے تو زمین آسمان کی تمام چیزیں جنکی دوسرے لوگ پرستش کرتے ہیں اسکی چاکر اور خدمت گار ہو جاتے ہیں غرض یہ تو ستاتن دہرم والوں کی غلطی ہے کہ اپنے جیسی چیزوں سے مرادیں مانگتے ہیں اور وہ زندہ اور چمکتا ہوا نور جو انکے سامنے ہے اور دور نہیں ہے بلکہ خود تراشیدہ پتھروں کی نسبت بہت نزدیک ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے مگر تاہم وہ مانتے ہیں کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے اسکے بغیر کوئی چیز خود بخود نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہی وید کی تعلیم ہوگی جسکو ستاتن دہرم والے ابتک بہولے نہیں۔ اور ہمیں اُن رشیوں منیوں کے ان شرتیوں کو دیکہنے سے جنہوں نے بنوں میں جاکر بڑی بڑی ریاضتیں کی تہیں یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ وید کی اصل حقیقت انہیں پر کہلی تہی۔ اسلئے وہ آریہ سماجیوں کیطرح جیو اور پرمانو کو انادی اور خود بخود خیال نہیں کرتے تہے بلکہ جیسا کہ انکی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے انکا یہی عقیدہ تہا کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے یعنی اسکے کلمات ہیں۔ یہی مذہب اسلام کا ہے رسو سیا نے انگوٹ مورکہ آپو اہی وہ لوگ آریہ سماجیوں کیطرح صرف زبان کی چالاکی پر دہرم کا مدار نہیں رکہتے تہے بلکہ ریاضت سے محنت سے جپ سے تپ سے سچے دل کیساتہہ اپنے پرمیشر کو ڈہونڈہتے تہے اور بنوں میں جاکر ریاضت کشی سے بڑی بڑی محنتیں کرتے تہے اور روزوں سے اپنے بدنوں کو خشک کر دیتے تہے اور گوشہ گزینی کیساتہہ اپنے پرمیشر سے دل لگاتے تہے تب وہ نور قدیم جسکا نام مختلف زبانوں میں پرمیشر گاڈ خدا اللہ ہے انپر ظاہر ہوتا تہا وہ ہرگز اسبات کے قائل نہ تہے کہ خدا کا الہام اور وحی وید تک ہی محدود ہے اور آگے ہمیشہ کے لئے انسان پر خدا کے ہم کلام ہونیکے دروازے بند ہو گئے اور قفل لگ گئے بلکہ خدا انسے باتیں کرتا تہا اور غیب کی باتیں انپر ظاہر ہوتی تہیں سچ تو یہی ہے کہ خدا کو ڈہونڈنیوالے جو اسکی رہ میں مر رہے ہیں اور اس کے لئے سب کچھہ تیاگ دیتے ہیں اگر خدا انسے ایسی خشکی اور لاپرواہی کرے اور اپنے تئیں انپر ظاہر نکرے اور چھپا رہے اور آواز تک سنائی ندے تو وہ جیتے ہی مر جائیں اور دنیا میں کوئی بہی اُن جیسا بدنصیب نہ ہو کہ دنیا چہوڑی پرمیشر کے لئے مگر وہ بہی نہ ملا دونوں جہان ہاتہہ سے گئے مگر کیا کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ دوستی ہیں دو دستی ہوں ایک شخص مجازی عشق میں گرفتار ہوتا ہے اور ایک مدت تک درد اور سوزش کے ساتہہ دن رات اپنے معشوق کو اندر ہی اندر اپنی طرف کہینچتا ہے پس ناگاہ ایک شعلہ محبت کا بشرطیکہ وہ محبت کسی شہوت پرستی پر مبنی نہ ہو اسکے معشوق کے دل پر جو ابہی غافل اور بیخبر تہا گرتا ہے تب وہ معشوق بہی اسکی درد سے ایک حصہ لے لیتا ہے گویا اُس عاشق کی دن رات کی دردیں اور آہیں اُس معشوق پر سحر کا کام کرتی ہیں

تب اسکا دل اسکی طرف کہینچا جاتا ہے اور رلا معلوم اسباب سے اسکے دلمیں یہ بات پڑ جاتی ہے کہ یہ شخص مجہہ سے پیار کرتا ہے اور نرا دلمیں ہی پڑتا نہیں بلکہ آخر اُسکا گرفتار ہوجاتا ہی اور دل اس دل سے ملجاتا ہی گویا وہ دونوں ایک ہی ہوجاتے ہیں اور عجیب تر یہ کہ ایک عاشق گو ہزار پردوں میں اپنی محبت چہپاوے ضرور اُسکے معشوق کو اُس محبت کی خبر ہوجاتی ہے اور پہر دنیا ہی جو ہر ایک کے پیچہے جاسوس کیطرح لگی ہوئی ہے سمجہ جاتی ہے کہ ان دونوں کی باہم محبت ہی۔ اور یہ وہ محبت اگر درحقیقت پاک محبت ہے اور کوئی خباثت ناپاک شہوت کی اسکے اندر نہیں اُس مرتبہ تک ان معشوق وجودوں کو پہونچا چاہتی ہے کہ ایکدوسرے کا دل باہم کہینچا جاتا ہی بغیر دیکہنے کے بے آرامی رہتی ہی اور انکو کچہہ اٹکل نہیں آتی کہ یہ کشش کہاں سے اور کیونکر پیدا ہوگئی آخر انکے پاک دل اسقدر ضرور حظ چاہتے ہیں کہ ایکدوسرے سے کچہہ کلام کیا کریں ایک نظر دیکہہ لیں۔ کم سے کم ایک کلام کے لئے اُنکا دل تڑپتا ہے خواہ پیچہے سے مر جائیں۔ سو یہ تو مجازی عشق کا انجام ہے کہ کمال اُسکا باہم کلام ہے۔ پس لعنت ہے ایسے مذہب پر کہ جو پرمیشر کے عاشق کو اسقدر بخرہ دینے کا بہی وعدہ نہیں کرتا کہ وہ اُسکا ہمکلام ہوجائیگا جیسا کہ ایک انسان کا عاشق اپنے معشوق کا ہمکلام ہوجاتا ہی افسوس کہ یہ لوگ تو ایسا عقیدہ ہی نہیں رکہتے۔ مگر ہم قبول نہیں کرسکتے کہ وید انسان کو اس مرتبہ ہمکلامی سے محروم رکہنا چاہتا ہے بلکہ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطیاں ہیں وید کا قصور نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مذہب وہی مذہب ہے جو خدا کو ملادیوے اور ہمکلامی کا مزہ چکہاوے ورنہ ایک گوبر میں ہاتہہ ڈالنا ہے جس میں بجز پلیدی کے اور کچہہ نہیں۔

دوسرا طریق مذہب کے پرکہنے کا یہ ہی کہ سچا مذہب جیسا کہ خدا سے پیوند کراتا ہی ایسا ہی قوم میں پاکیزگی پہیلاتا ہے ہم لکہہ چکے ہیں کہ آریہ سماج خدا سے پیوند نہیں کراتا بلکہ اُس پیدا اُنسی پیوند کا ہی انکار کرتا ہی کہ بوجہ مخلوق ہونیکے ہر ایک روح اپنے پرمیشر سے ہی اور پاکیزگی کا نمونہ نیوگ کی تعلیم سے ظاہر ہے۔ شاباش اے سناتن دہرم کہ تو نے نہ تو ہر ایک ذرہ اور ہر ایک جیو کو اپنے وجود کا اُنہیں کو پرمیشر سمجہا اور نہ تو نے نیوگ کے گند کو اپنے اعتقاد میں داخل کیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تو اسقدر اور آگے قدم بڑہادے جو خدا رسیدہ جوگیوں کیطرح ہوجا جو پرمیشر کی محبت سے پر ہوتے ہیں اور ایسا اس سے نزدیک ہوجائے کہ مورتی پوجا کو بہی اپنے دامن سے پہینک دے تو پہر آریوں کے مقابل پر تیری ہر میدان میں فتح ہے وہ ایک راہ سے تیرے مقابل پر آئیں گے اور سات راہ سے بہاگینگے اور یہ نئی بات نہیں قدیم سے جوگیوں کا جو محبت کی آگ میں جلجاتی ہیں یہی مذہب ہے کہ بجز پرمیشر اور سب ہیچ ہے۔

تیسرا طریق سچے مذہب کے پرکہنے کا یہ ہی کہ وہ کہانتک دنیا کے گند سے چہڑاتا اور خدا تک پہونچاتا اور اُس پاک ذات کو دکہلاتا ہے سو آریہ مذہب اس مرتبہ سے بکلی محروم ہی۔ اسلئے انکے حصہ میں بجز گالیوں اور بدزبانیوں اور توہین کے اور کچہہ نہیں اور خود انکا اصول نہ پرمیشر کی نسبت پاک اور نہ قومی پاکیزگی کی نسبت بہتر ہے اور ح

ح نہ انہیں ان برکات کا کچہہ حصہ ہی جو خدا رسیدہ لوگوں کو ملتی ہیں ہمنے سنا ہی کہ قادیان کے سناتن دہرم کے لوگ آریہ سماج کے ان دو اصولوں کو رد اور کہنڈن کے لئے جو وہ لوگ پرمیشر کی کم طاقتی اور نیوگ کی نسبت رکہتے ہیں کوئی جلسہ کرنا چاہتے ہیں ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ دوسرے شہروں کے سناتن دہرم کے لوگ انکی مدد کریں اور اگر ہمنے موجودہ حالات کے لحاظ سے مناسب سمجہا تو ہم بہی انکی مدد سے حصہ لیں گے۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی